ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:16 فروری 1965

ساہو

بنام

دی سٹیٹ آف یو پی

[کے سبّاراؤ، جے سی شاہ اور آر ایس بچاوت، جسٹس صاحبان]

اعتراف-ملزم کا خود پر الزام لگانے والا بیان بکواس کرنا- آیا اعتراف جرم کے مترادف ہو- کسی دوسرے شخص سے بات چیت چاہے ضروری ہو.

سیشن جج نے اپیل کنندہ کو قتل کا مجرم قرار دیتے ہوئے ایک ماورائے عدالت اعتراف جرم کو مد نظر رکھا جو مبینہ طور پر اس کی طرف سے اس وقت کیا گیا تھا جب وہ قتل کے فوراً بعد خود سے بکواس کر رہا تھا کہ اس نے متوفی کو ختم کر دیا ہے. عدالتِ عالیہ نے سزا کی تصدیق کی. اس عدالت کے سامنے اپیل میں یہ دعوی کیا گیا کہ ملزم کا بڑبڑانا، اعتراف جرم کے مترادف نہیں ہے کیونکہ یہ اعتراف جرم کے تصور میں مضمر ہے چاہے وہ عدالتی ہو یا ماورائے عدالت کہ اسے دوسرے کو بتایا جائے. ایک آدمی اپنے آپ کا اعتراف نہیں کر سکتا. وہ صرف دوسرے کے سامنے اعتراف کر سکتا ہے.

حکم ہوا کہ:(i) ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 24 سے 30 اعترافات کی قبولیت سے متعلق ہیں، لیکن اظہار 'اعتراف' کی وضاحت نہیں کی گئی ہے. مختصر بیان کردہ اعتراف جرم ایک ملزم کا اپنا جرم تسلیم کرتے ہوئے دیا گیا بیان ہے.[88 E]

پاکلا نارائن بمقابلہ آر. ایل. آر. 66 آئی. اے. 66، حوالہ دیا گیا،

(ii) اعتراف جرم کی اصطلاح کا یہ ضروری جزو نہیں ہے کہ اسے دوسرے تک پہنچایا جائے. اصطلاح کا لغت کا معنی اس طرح کی توسیع کی ضمانت نہیں دیتا، اور نہ ہی داخلہ یا اعتراف کے نظریے میں شامل اصول کی وجہ اس کا مطالبہ کرتی ہے. اعتراف یا اعتراف کی ممکنہ نوعیت کا انحصار

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس کے دوسرے سے بات چیت پر نہیں ہوتا ہے حالانکہ شہادت کے کسی بھی دوسرے ٹکڑے کی طرح شہادت میں صرف شہادت پر داخل کیا جاسکتا ہے. تحریری اعتراف سے متعلق درج ذیل مثال اس خیال کو سامنے لاتی ہے:A B کو مارتا ہے؛ اپنی ڈائری میں درج کرتا ہے کہ اس نے اسے قتل کیا تھا، اسے اپنے دراز میں ڈالتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے. جب وہ اپنے عمل کو ریکارڈ پر رکھتا ہے تو وہ کسی دوسرے سے بات نہیں کرتا؛ در حقیقت اس کا کسی تیسرے فریق کو بتانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے. اس کے باوجود مقدمے میں ملزم کے مذکورہ بیان کو یقینی طور پر اس کے ذریعے کیے گئے اعتراف جرم کے طور پر ثابت کیا جا سکتا ہے. اگر تحریری بیان کے معاملے میں ایسا ہے تو زبانی بیان کے معاملے میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں ہو سکتا.[88 H-89 C]

بھوگی لال چنی لال پانڈیا بمقابلہ ریاست بمبئی، [1959] Supp.1 ایس. سی. آر 310، پر بھروسہ کیا.

(iii) لیکن شہادت کی کسی شے کی قبولیت اور اس کے ساتھ منسلک کیے جانے والے وزن کے درمیان واضح فرق ہے. اعتراف خود کلامی شہادت کا ایک براہ راست ٹکڑا ہے. عام طور پر، اس طرح کی خود کلامی الجھن زدہ دماغ کی بڑبڑاہٹ ہوتی ہے. اس طرح کے شواہد کو قبول کرنے سے پہلے اسے ٹھوس شواہد کے ذریعے قائم کیا جانا چاہیے کہ ملزم کے ذریعے استعمال کیے گئے صحیح الفاظ کیا تھے. یہاں تک کہ اگر اتنا کچھ قائم کیا گیا تھا تو بھی دانشمندی اور انصاف کا مطالبہ ہے کہ اس طرح کے شواہد کو سزا کی واحد بنیاد نہیں بنایا جاسکتا. اسے صرف شہادت کے مصدقہ ٹکڑے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے.[90 B, D]

موجودہ معاملے میں حالات کے دیگر شواہد کے ساتھ اعتراف جرم اپیل گزار کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے کافی تھا.

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 248، سال 1964.

فوجداری اپیل نمبر 344، سال 1964 اور سزائے موت نمبر 26، سال 1964 میں الہ آباد عدالتِ عالیہ کے 16 ستمبر 1964 کے فیصلے اور حکم سے اپیل.

پی سی کھنہ، اپیل کنندہ کے لیے.

او. پی. رانا، مدعا علیہ کے لیے.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت کا فیصلہ جسٹس سبّاراؤ نے سنایا.

ساہو، اپیل کنندہ، گونڈا ضلع کے بیچپروا کا رہائشی ہے. ان کے دو بیٹے ہیں، بدری اور کرپا شنکر. اس نے کئی سال پہلے اپنی بیوی کو کھو دیا تھا. اس کے بڑے بیٹے بدری نے سندر پٹی سے شادی کی. بدری لکھنؤ میں ملازم تھا، اور اس کی بیوی اپنے والد کے ساتھ رہ رہی تھی. کہا جاتا ہے کہ سندر پٹی نے ساہو کے ساتھ ناجائز قربت پیدا کی لیکن ان کے درمیان مسلسل جھگڑے ہوتے رہے. 12 اگست 1963 کو ان جھگڑوں میں سے ایک کے دوران سندر پٹی بھاگ کر ان کے پڑوسی محمد عبداللہ کے گھر چلا گیا. اپیل کنندہ اسے واپس لے آیا، اور ان کے درمیان کچھ لفظی جھگڑے کے بعد وہ اپنے گھر کے واحد کمرے میں سو گئے. گھر کا واحد دوسرا قیدی اپیل کنندہ کا دوسرا بیٹا، کرپا شنکر تھا، جو تقریباً 8 سال کا لڑکا تھا. 13 اگست 1963 کی صبح سندر پٹی گھر کے اس کمرے میں شدید زخموں کے ساتھ پائی گئی جہاں وہ سو رہی تھی اور اپیل کنندہ گھر میں نہیں تھا. سندر پٹی کو اس دن شام 5 بج کر 25 منٹ پر صدر ہسپتال، گونڈا میں داخل کیا گیا تھا اور وہ 26 اگست 1963 کو سہ پہر 3 بجے انتقال کر گئیں. ساہو کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت مقدمے کی سماعت کے لیے کورٹ آف سیشنز، گونڈا کے سامنے بھیج دیا گیا تھا.

فاضل سیشن جج، پورے شواہد پر غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچے کہ ساہو نے سندر پٹی کو مار ڈالا. اس نتیجے پر، اس نے ملزم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے موت کی سزا سنائی. اپیل پر، الہ آباد میں عدالتِ عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ نے سزا اور سزا دہی دونوں کی تصدیق کی. اس لیے اپیل.

ماورائے عدالت اعتراف کے علاوہ، مقدمے میں پورا شہادت حالات پر مبنی ہے. اپیل میں پیش کیے گئے دلائل کی تشہیر کرنے سے پہلے عدالتِ عالیہ کی طرف سے پائے جانے والے دائرہ کار بیان کرنا آسان ہو گا، جو مندرجہ ذیل ہیں: (1) ملزم کے متوفی کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے. (2) متوفی اور ملزم کے درمیان جنم اشٹمی کے دن شام کو کچھ جھگڑا ہوا اور متوفی کو ان کے پڑوسیوں، محمد عبداللہ اور اس کی خواتین کے زیر اثر ملزم کے گھر واپس جانے کے لیے راضی کرنا پڑا. (3) متوفی کو آخری بار ملزم کے ساتھ دیکھا گیا جب وہ زندہ تھی. (4) بدقسمت رات کے دوران 3 افراد، یعنی ملزم، متوفی اور ملزم کا دوسرا بیٹا، کرپا شنکر (درخواست گزار کا گواہ 17)، گھر کے اندر کمرے میں سوئے. (5) اگلے دن صبح سویرے، درخواست گزار کا گواہ.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس عدالت نے فیصلوں کے ایک سلسلے میں "حالات کے شہادت" کے درج ذیل اچھی طرح سے طے شدہ اصول کی تصدیق کی ہے. وہ دائرہ کار جن سے جرم کا نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، پہلی بار میں مکمل طور پر قائم ہونا چاہیے. "اس طرح قائم کیے گئے تمام حقائق صرف ملزم کے جرم کے مفروضے کے مطابق ہونے چاہئیں اور حالات ایک فیصلہ کن نوعیت اور رجحان کے ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے ہونے چاہئیں کہ دوسرے مفروضوں کو خارج کر دیں لیکن ایک کو ثابت کرنے کی تجویز کی جائے. "

اس سے پہلے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ آیا اوپر بیان کردہ حالات مذکورہ سخت امتحان پر قائم رہیں گے، ہم شروع میں اس دلیل سے نمٹیں گے کہ ملزم کا اپنے جرم کا اعتراف کرنا ماورائے عدالت اعتراف جرم نہیں تھا جیسا کہ نچلی عدالتوں نے اسے قرار دیا تھا. اگر یہ ایک ماورائے عدالت اعتراف تھا، تو یہ واقعی حالات کے شہادت کے بجائے براہ راست شہادت کے کردار میں حصہ لے گا. یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اعتراف جرم کے تصور میں یہ مضمر ہے، چاہے وہ ماورائے عدالت ہو یا عدالتی، کہ اسے دوسرے تک پہنچایا جائے گا. کہا جاتا ہے کہ کوئی اپنے آپ سے اعتراف نہیں کر سکتا: وہ صرف دوسرے کے سامنے اعتراف کر سکتا ہے. اس سے ایک دلچسپ نقطہ سامنے آتا ہے، جس کا فیصلہ ایویڈنس ایکٹ کی متعلقہ دفعات پر غور کرنے پر کیا جاتا ہے. ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 سے 30 مجرمانہ مقدمات میں ملزم افراد کے ذریعے اعتراف جرم کی قبولیت سے متعلق ہے. لیکن اظہار "اعتراف" کی وضاحت نہیں کی گئی ہے. پکالا نارائن بمقابلہ آر (") میں عدالتی کمیٹی نے مذکورہ اظہار کی وضاحت اس طرح کی ہے:

> "اعتراف جرم ایک ملزم کا بیان ہے جسے یا تو جرم کے لحاظ سے تسلیم کرنا چاہیے، یا کم از کم ان تمام حقائق کو جو جرم کو تشکیل دیتے ہیں.

ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 17 سے 30 کی دفعات کی جانچ پڑتال سے پتہ چلتا ہے، جیسا کہ ایک فاضل مصنف کہتا ہے، کہ بیان ایک جینس ہے، داخلہ پر جاتی ہے اور اعتراف ذیلی پر جاتی ہے. مختصر بیان میں، اعتراف جرم ایک ایسا بیان ہے جو ملزم نے اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے دیا ہو. "بیان" کے اظہار کا کیا مطلب ہے؟ لفظ "بیان" کے لغت معنی "زبانی یا کاغذ پر بیان کرنے، پڑھنے یا پیش کرنے کا عمل ہے. "اس لیے "بیان" کی اصطلاح میں زبانی اور تحریری بیانات دونوں شامل ہیں. کیا یہ بھی اس اصطلاح کا ایک ضروری جزو ہے کہ اسے دوسرے تک پہنچایا جائے؟ اصطلاح کا لغت کا معنی، اس طرح کی توسیع کی ضمانت نہیں دیتا ہے اور نہ ہی داخلہ یا اعتراف

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے نظریے میں شامل اصول کی وجہ اس کا مطالبہ کرتی ہے. اعتراف اور اعتراف سنے جانے والے اصول سے مستثنیٰ ہیں. ایویڈنس ایکٹ انہیں متعلقہ شواہد کے زمرے میں رکھتا ہے، ممکنہ طور پر اس بنیاد پر کہ، چونکہ وہ فی بیٹے کے مفاد کے خلاف اعلانات ہیں، وہ شاید سچ ہیں. اعتراف یا اعتراف کی ممکنہ قدر اس کے دوسرے سے بات چیت پر منحصر نہیں ہے، حالانکہ، شہادت کے کسی بھی دوسرے ٹکڑے کی طرح، اسے شہادت میں صرف شہادت پر داخل کیا جا سکتا ہے. زبانی اعتراف یا اعتراف کی صورت میں یہ شہادت صرف ان گواہوں کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے جنہوں نے اعتراف یا اعتراف سنا ہو، جیسا بھی معاملہ ہو. تحریری اعتراف سے متعلق درج ذیل مثال مذکورہ خیال کو سامنے لاتی ہے: A B کو مارتا ہے؛ اپنی ڈائری میں درج کرتا ہے کہ اس نے اسے مار ڈالا تھا اور اسے اپنے دراز میں ڈال دیتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے. جب وہ اپنے عمل کو ریکارڈ پر رکھتا ہے، تو وہ کسی دوسرے سے بات نہیں کرتا؛ درحقیقت، اس کا کسی تیسرے فریق کو بات چیت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے. اس کے باوجود، مقدمے میں ملزم کے مذکورہ بیان کو یقینی طور پر اس کے ذریعے کیے گئے اعتراف جرم کے طور پر ثابت کیا جا سکتا ہے. اگر تحریری بیان کے معاملے میں ایسا ہے تو زبانی بیان کے معاملے میں اصولی طور پر کوئی فرق نہیں ہو سکتا. دونوں کو ایک ہی مقام پر کھڑا ہونا چاہیے. اعتراف کے نظریے کے اس پہلو کو فاضل مصنفین جیسے ٹیلر، بیسٹ اور فپسن سے شواہد پر کچھ سلوک ملا. ٹیلر کے "شہادت کے قانون پر ایک مقالہ"، 11 ویں ایڈیشن، جلد اول میں، درج ذیل بیان صفحہ 596 پر ظاہر ہوتا ہے:

> "جو بات ملزم نے اپنے آپ سے بڑبڑاتے ہوئے سنی ہے، یا اپنی بیوی یا اعتماد میں کسی دوسرے شخص سے کہہ رہا ہے، وہ شہادت میں قابل قبول ہو گی.
> "

ڈبلیو ایم بیسٹ کے "شہادت کے قانون کے اصولوں" میں، صفحہ 454 پر، 12 ویں ایڈیشن میں، اس کا بہت زیادہ اثر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> "دوسروں کو مخاطب کیے گئے الفاظ، اور تحریر، بلاشبہ سب سے زیادہ عام شکلیں ہیں؛ لیکن خود کلامی میں کہے گئے الفاظ یکساں طور پر قابل قبول لگتے ہیں."

ہمیں صفحہ 262 پر "فپسن آن ایویڈنس"، 7 ویں ایڈیشن میں درج ذیل اقتباس بھی ملتا ہے:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"اگر آزادانہ طور پر ثابت ہو جائے تو ایک بیان جو قیدی کو خود سے بکواس کرتے ہوئے سنا گیا تھا، اگر اس کی نیند کے علاوہ اس کے خلاف قابل قبول ہے۔"

یہ اقتباسات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ دوسرے سے بات چیت "اعتراف" کے تصور کا ضروری جزو نہیں ہے۔ اس تناظر میں بھوگی لال چنلال پانڈیا بمقابلہ ریاست بمبئی (') میں اس عدالت کے فیصلے کا مفید حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ وہاں سوال یہ تھا کہ کیا ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 157 کے معنی میں کسی گواہ کے ذریعے دیا گیا سابقہ بیان کسی دوسرے گواہ کی گواہی کی تصدیق کے لیے استعمال ہونے سے پہلے دوسرے کو بھیجا جانا چاہیے تھا۔ یہ عدالت، ایویڈنس ایکٹ کی متعلقہ دفعات اور اس موضوع پر مقدمہ لاء پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ دفعہ 157 میں استعمال ہونے والے لفظ "بیان" کا مطلب صرف "کچھ بیان کیا گیا ہے" اور اس دفعہ کے تحت بیان بننے سے پہلے مواصلات کا عنصر ضروری نہیں تھا۔ اگر، جیسا کہ ہم نے کہا ہے، بیان جینس ہے اور اعتراف اس جینس کی صرف ایک ذیلی پر جاتی ہے، تو ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے کہ اعتراف میں مضمر بیان کو مختلف معنی کیوں دیا جائے۔ لہذا، ہم یہ مانتے ہیں کہ ایک بیان، چاہے بتایا گیا ہو یا نہیں، جرم کا اعتراف جرم کا اعتراف ہے۔

لیکن، کسی شہادت کی قبولیت اور اس سے منسلک ہونے والے وزن کے درمیان واضح فرق ہے۔ اعتراف خود کلامی شہادت کا ایک براہ راست ٹکڑا ہے۔ یہ جذبات کے تصادم کا اظہار ہو سکتا ہے؛ پھنسے ہوئے ضمیر کو دبانے کی ایک شعوری کوشش؛ اس کے عمل کا بہانہ یا جواز تلاش کرنے کی دلیل؛ یا جرم میں اس کے حصے کی مبالغہ آرائی کا پچھتاوا یا پچھتاوا کرنے والا عمل۔ لہجہ نرم اور نچلا ہو سکتا ہے؛ الفاظ الجھن میں ہو سکتے ہیں؛ وہ گواہوں کے لحاظ سے متضاد تشریحات کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں، چاہے وہ متعصبانہ ہوں یا ایماندار، ذہین ہوں یا نادان، تخیلاتی ہوں یا متناسب، جیسا کہ معاملہ ہو۔ عام طور پر، وہ الجھن زدہ دماغ کی آوازیں ہوتی ہیں۔ اس طرح کے شواہد کو قبول کرنے سے پہلے، یہ ٹھوس شواہد کے ذریعے قائم کیا جانا چاہیے کہ ملزم کے ذریعے استعمال کیے گئے صحیح الفاظ کیا تھے۔ یہاں تک کہ اگر اتنا کچھ قائم کیا گیا تھا، تو دانشمندی اور انصاف کا مطالبہ ہے کہ اس طرح کے شواہد کو سزا کی واحد بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ اسے صرف شہادت کے مصدقہ ٹکڑے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

عدالتِ عالیہ کی طرف سے پائے گئے حالات، جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، صرف اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ملزم نے قتل کا ارتکاب کیا ہو گا۔ کوئی اور معقول مفروضہ نہیں تھا یا تجویز کیا جاسکتا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مزید بر آں، اس معاملے میں، جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں، درخواست گزار کے گواہوں 11، 13 اور 15 نے بیان دیا کہ انہوں نے واضح طور پر ملزم کو یہ کہتے ہوئے سنا جب اس نے گھر کا دروازہ کھولا اور بد قسمت دن کی صبح 6 بجے باہر آیا کہ اس نے "اپنی بہو سندر پٹی کو ختم کر دیا تھا، اور اس طرح روزمرہ کے جھگڑے ختم کر دیے تھے". ہمارا ماننا ہے کہ یہ ماورائے عدالت اعتراف متعلقہ شہادت ہے: یہ یقینی طور پر مقدمے میں پیش کیے گئے حالات کے شہادت کی تصدیق کرتا ہے.

نتیجے میں، ہم سزا اور سزا دہی دونوں کے حوالے سے عدالتِ عالیہ کے نتیجے سے متفق ہیں. اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور مسترد کر دی جاتی ہے.

اپیل مسترد کر دی گئی.

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document